مصحف میں نقط واعراب کے مختلف مراحل- ایک تحقیقی وتقابلی جائزہ

حافظ محمد اجمل*

پروفیسر ڈاکٹر حافظ محمود اختر**

The early writing of the Holy Quran,according to the customs of the time,was without dots and accents(aerabs).such style of writing was neither difficult for Arabs nor new. With the expansion in the boundries of islamic empire and induction of the non-Arab muslims also,it became very difficult for them to read such a writing.They used to commit mistakes.so a system of dots and accents was developed to prevent the Holy Quran from such mistakes. This was completed in three phases.In the first phase,during the era of governor Basra Ziyad,Abu-ul-Aswad Aldulay introduced a system of accents based on dots,which is called diacritical marks. During the second phase, Yahya bin Yammer and Nasar bin Asim introduced a system of dots to differenciate between identical alphabets.These dots are called Skeletal dots. During third phase Khalil bin Ahmed introduced the present symbols of the accents.

قدیم عربی نقوش اور کتبات ، خصوصا نقوش اکدیہ، نقوش رأس شمرا اور قانون حمورابی(۱۷۹۲–۱۷۵۰ق.م) وغیرہ کی عبارات سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ اعراب کا وجود عربی زبان میں کوئی نئی ایجاد یا اضافہ نہیں بلکہ اس کی جڑیں ہمیں تقریبا۲۵ قبل مسیح میں بھی ملتی ہیں(1) تاہم مرور زمانہ کے ساتھ ساتھ اس رجحان میں کمی واقع ہوتی چلی گئی۔ جواد علی اعراب کے رجحان کے بارے میں اپنا نقطہ نظر بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں

"ويخيل لي أن معظم لغات الأدب في العالم القديم كانت تراعي الإعراب، لترتفع بذلك عن ألسنة العامة، ولتكون اللسان الرفيع الذي يخاطب الإنسان به أربابه،ثم خفت حدة الإعراب فيما بعد، مجاراة لتطور العقل الإنساني. ونجد معظم الشعوب في الوقت الحاضر، تبسط لغتها

* پی ایچ ڈی سکالر، شیخ زاید اسلامک سنٹر، جامعہ پنجاب، لاہور

** ڈین فیکلٹی آف اسلامک سٹڈیز، جامعہ پنجاب، لاہور

وتختزل قواعدها وجمل كلامها ليتناسب الكلام مع عقلية السرعة التي أخذت تسيطر على الإنسان الحاضر".(2)

"میرے خیال میں قدیم زمانے میں اکثر زبانوں میں اعراب کی رعایت رکھی جاتی تھی تاکہ وہ اس سے عام زبانوں میں ممتاز اور اعلیٰ ہو، اور اسی ممتاز اور اعلی زبان میں انسان اپنے رب سے مخاطب ہو (مناجات کرے)۔ پھر عقل انسانی کے ارتقاء کے ساتھ ساتھ اس حد اور پابندی میں کمی واقع ہوتی چلی گئی، چنانچہ آج ہم دیکھتے ہیں کہ اکثر لوگ اپنی زبان کو سادہ بنارہے ہیں، مخففات (abbreviations) کا استعمال کر رہے ہیں، اور الفاظ کو جامع بنارہے ہیں تاکہ عصر حاضر کے انسان کی عقل کی سرعت کے ساتھ مناسبت پیدا ہو سکے"۔

نزول قرآن کے زمانہ میں عربی زبان کی کتابت میں اعراب کا رجحان تو بالکلیہ ختم ہو کر رہ گیا تھا جبکہ مماثل حروف میں فرق کیلئے بھی عمومی رجحان نقطوں کے عدم استعمال ہی کا تھا تاہم عہد رسالت اور زمانہ قبل از اسلام میں بعض حروف پر کبھی کبھار نقطے استعمال کر لیے جانے کے شواہد ملتے ہیں۔ ۳ عرف کی اسی متابعت کی وجہ سے قرن کریم کے ابتدائی نسخے نقط و اعراب سے معریٰ تھے۔ جبکہ بعض اہل علم کا خیال ہے کہ یہ تجرید اور تعریہ، عمداً اور دانستہ تھا اور اس سے کوئی حکمت اور مصلحت (مثلاً احتمال القراءتین) وابستہ تھی۔ ۴ قرآن کریم کو بے نقط واعراب رکھنے کی وجہ خواہ عرف کی مشایعت ہو یا کسی دوسری حکمت کا تقاضا، یا ممکن ہے ان دونوں وجوہ کا لحاظ رکھا گیا ہو، تاہم اتنی بات ضرور ثابت ہوتی ہے کہ قرآن کریم کے ابتدائی نسخے بلا نقط واعراب تھے اور یہی اس وقت کا معمول بہ طریقہ کتابت بھی تھا اسی لیے ہر ایک نسخہ کے ساتھ پڑھانے والا ایک مستند قاری بطور معلم بھی بھیجا گیا تھا۔ ۵ مصاحف عثمانیہ کے تقریباً چالیس سال بعد تک دنیائے اسلام میں قرآن کریم کی کتابت اسی طرح بغیر نقط واعراب جاری رہی ۶، تاہم قرآن کریم کی تعلیم، عہد رسالت سے ہی محض تحریر کی بجائے تلقی اور سماع پر مبنی ہونے کے باعث، اس کی قراءت عموماً درست ہی رہی، بالکل ایسے ہی جیسے انگریزی میں Put یا Cut اور Food یا Foot کی قسم کے لفظوں میں تلفظ کا فرق معلم کی شفوی تعلیم پر منحصر ہے نہ کہ طریق املاء اور ہجاء پر۔ ۷

قرآن کریم میں نقط واعراب کا تطور وارتقاء

پہلی صدی کے نصف آخر تک لاکھوں غیر عرب بھی اسلام میں داخل ہو کر قرآن اور عربی زبان سیکھ رہے تھے۔ کسی زبان کی صرف قراءت کی تعلیم، بلکہ اس کا عام بول چال میں استعمال تک بھی، کسی آدمی کو اہل زبان کی سی مہارت نہیں عطا کر سکتا۔ عجمی ممالک کی بات تو اپنی جگہ، عراق، شام اور مصر اس وقت تک اگرچہ بڑی حد تک عربی بولنے والے علاقے بن چکے تھے، مگر عوام میں جہاں غلط عربی بولنے کا رواج بڑھا، وہیں تلاوت قرآن میں بھی لحن کا ارتکاب عام ہونے لگا۔

اس وقت اہل علم کے ساتھ ساتھ بعض مسلمان حکمرانوں کو بھی اس کے تدارک کا خیال پیدا ہوا۔ اپنی سیاسی خود غرضیوں یا گمراہیوں کے باوجود ابھی تک حکمران قرآن کریم کی درست قراءت کو نہ صرف اپنے ایمان اور اسلام، بلکہ اپنے اہل اسلام ہونے کا لازمہ سمجھتے تھے۔ قرآن کریم کا غلط پڑھنا نہ صرف گناہ بلکہ عربی دانی کا ایک عیب بھی متصور ہوتا تھا۔ زبان میں اس لحن کے تدارک کی کوششوں کے نتیجہ میں ایک طرف علم نحو وجود میں آیا تو دوسری طرف نقط مصاحف کا عمل ظہور میں آیا۔ ۸ نقط واعراب کا یہ عمل تین مراحل پر مشتمل ہے۔

پہلا مرحلہ

باتفاق روایات ابوالاسود الدؤلی تابعین میں سے پہلے شخص ہیں جنہوں نے علم النحو کی بنیاد ڈالی اور ساتھ ہی قرآن مجید میں نقطوں کے ذریعے اعراب (حروف کی آوازوں کو علامات کے ذریعے متعین کرنا) کے ایک نظام کی ابتداء کی۔ ابوالاسود کے اس کام پر آمادہ ہونے کے محرکات کے ذیل میں روایات میں مختلف واقعات منقول ہیں، جن کی تفصیلات ابن ندیمؒ کی "الفہرست" ۹، علامہ دانی کی " المحکم" ۱۰، ابوالفرج الاصفہانیؒ کی " الاغانی" ۱۱، علامہ ذہبیؒ کی "تاریخ الإسلام ووفيات المشاهير والأعلام " ۱۲، علامہ قلقشندیؒ کی

"صبح الاعشیٰ"۱۳، علامہ الزنجانیؒ کی " تاریخ القرآن"۱۴اور ڈاکٹر غانم قدوری کی "رسم المصحف"۱۵ میں ملاحظہ کی جاسکتی ہیں۔

روایات میں موجود تمام یا کوئی خاص واقعہ اس کام کے آغاز کا باعث بنا ہو تاہم تمام روایات میں قدر مشترک یہ ہے کہ مصحف میں نقط واعراب کا سبب، لغت عرب میں لحن کا رواج اور قرآن کریم کی اس سے صیانت ٹھہرا۔ اور یقینا یہ اللہ تعالیٰ کے اس تکوینی نظام کی ایک کڑی تھی جس کے تحت اس کے وعدے اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ۱۶، اور اعجاز قرآن کی تکمیل کا سامان ہو رہا تھا۔

ابوالاسودؒ کا طریقہ کار

ابوالاسودؒ کے کام کے طریقہ کار کو جاننے کیلئے اس ضمن میں مذکور روایات کا جاننا ضروری ہے۔

پہلی روایت جسے علامہ ابو بکر الانباریؒ اور علامہ دانیؒ نے عتبی سے نقل کیا ہے کے مطابق ابو الاسودؒ نے تیس آدمیوں کے انٹرویو کے بعد جب ایک آدمی کو منتخب کیا تو اسے فرمایا:

"خذ المصحف وصبغا يخالف لون المداد فإذا فتحت شفتي فانقط واحدة فوق الحرف وإذا ضممتهما فاجعل النقطة إلى جانب الحرف وإذا كسرتهما فاجعل النقطة في أسفله فإن اتبعت شيئا من هذه الحركات غنة فانقط نقطتين۔"۱۷

"قرآن کریم اور رنگ پکڑو جو کہ سیاہی (متن کا رنگ) سے مختلف ہو، پس جب میں اپنے ہونٹ کھولوں تو حرف کے اوپر ایک نقطہ لگا دینا، جب میں انہیں ملاؤں حرف کے ایک جانب نقطہ لگانا، جب میں انہیں جھکاؤں تو حرف کے نیچے نقطہ لگانا، جب میں کسی حرکت پر غنہ کروں تو دو نقطے لگا دینا"۔

علامہ دانیؒ، محمد بن یزید المبرد کے حوالے سے نقل کرتے ہیں:

"لما وضع أبو الأسود الدؤلي النحو قال ابغوا لي رجلا وليكن لقنا فطلب الرجل فلم يوجد إلا في عبد القيس فقال أبو الأسود إذا رأيتني

لفظت بالحرف فضممت شفتي فاجعل أمام الحرف نقطة فإذا ضممت شفتي بغنة فاجعل نقطتين فإذا رأيتني قد كسرت شفتي فاجعل أسفل الحرف نقطة فإذا كسرت شفتي بغنة فاجعل نقطتين فإذا رأيت قد فتحت شفتي فاجعل على الحرف نقطة فإذا فتحت شفتي بغنة فاجعل نقطتين قال أبو العباس فلذلك النقط بالبصرة في عبد القيس إلى اليوم"-۱۸

"جب ابوالاسود الدؤلیؒ نے نوط کو وضع کیا ،توفرمایا کوئی لائق اور ذہین آدمی تلاش کرو-ایسا آدمی صرف قبیلہ عبدالقیس میں ملا-ابوالاسودؒ نے اس سے فرمایا،جب میں کوئی حرف بولوں اوراپنے ہونٹ ملاؤں توحرف کے سامنے نقطہ ڈالو-جب میں غنے پراپنے ہونٹ ملاؤں تودو نقطے لگاؤ،جب تم دیکھو کہ میں نے اپنے ہونٹوں کو جھکایا ہے توحرف کے نیچے نقطہ لگاؤ،جب میں غنے پراپنے ہونٹوں کو جھکاؤں توتم دو نقطے لگانا،جب تم دیکھو کہ میں نے اپنے ہونٹوں کو کھولا ہے توتم حرف کے اوپر نقطہ لگاؤ،اورجب میں غنہ کے ساتھ ہونٹوں کو کھولوں تودو نقطے لگانا-ابوالعباسؒ کہتے ہیں بصرہ میں قبیلہ عبدالقیس میں آج تک اسی طریقہ پر نقطے لگائے جاتے ہیں"-

علامہ السیرافیؒ المتوفی ۳۶۸ھ،ابوعبیدہ معمر بن المثنیؒ سے روایت کرتے ہیں کہ ابوالاسودؒ نے جب ایک کاتب طلب کیا تو:

"فاتی بکاتب من عبد القیس،فلم یر ضہ،فا تی بآخر-قال ابو العباس احسبہ منهم-فقال ،لہ ابو الاسود اذا رأیتنی قد فتحت فمی بالحرف،فانقط نقطۃ فو قہ علیٰ اعلاہ-فان ضممت فمی فانقط نقطہ بین یدی الحرف،وان کسر ت فاجعل النقطۃ تحت الحرف،فان اتبعت شیئاً من ذالک غنۃ فاجعل مکان النقطۃ نقطتین،فهذا نقط ابی الاسود"-۱۹

"پس قبیلہ عبدالقیس سے ایک کاتب لایا گیا،ابوالاسود کو وہ پسند نہ آیا،پھر دوسرا لایا گیا-ابو العباسؒ کہتے ہیں میرا خیال ہے کہ وہ بھی ان ہی میں سے تھا-ابوالاسودؒ نے اس سے کہا کہ جب تم مجھے کسی حرف پر اپنا منہ کھولتے ہوئے دیکھو،تواس کے بالکل اوپر ایک نقطہ لگادو،اگر

میں ہونٹوں کوملاؤں، توحرف کے سامنے نقطہ لگاؤ، اگر میں ہونٹوں کو جھکاؤں توحرف کے نیچے نقطہ لگاؤ، اگر میں کسی حرف پر غنہ کروں، توایک کی جگہ دو نقطے لگادو، یہ ابوالاسودؒ کا نظام نقط ہے"۔

ابو طیب اللغوی ابوالاسودؒ کے طریقہ کار کویوں بیان کرتے ہیں:

"فجاء ابوالاسود الی زیاد فقال لہ:ابغنی کاتباً یفہم عنی ما اقول:فجئ برجل من عبد القیس،فلم یرض فہمہ،فاتی بآخر من قریش،فقال لہ اذا رأیتنی قد فتحت فمی بالحرف،فانقط نقطۃ علی اعلاہ،واذا ضممت فمی،فانقط نقطۃ بین یدی الحرف،واذا کسرت فمی فاجعل النقطۃ تحت الحرف،فان اتبعت شیئاً من ذالک غنۃ،فاجعل النقطۃ نقطتین،ففعل،فھذا نقط ابی الاسود"۔۲۰

"پس ابوالاسودؒ، زیاد کے پاس آئے اوراس سے کہا، میرے لیے ایک کاتب تلاش کروجو میری بات کو سمجھ سکے، پس قبیلہ عبدالقیس سے ایک آدمی لایا گیا۔وہ ابوالاسود کے معیار پر پورانہ اترا، پھر قریش سے ایک دوسراآدمی لایا گیا،آپ نے اس سے فرمایا، جب تم مجھے کسی حرف پر منہ کھولتے ہوئے دیکھو، تواس کے اوپر ایک نقطہ لگادو، جب میں اپنے منہ کوملاؤں، تو حرف کے سامنے ایک نقطہ لگادو، جب میں اپنے ہونٹ جھکاؤں توحرف کے نیچے نقطہ لگاؤ، اگر میں ان حروف میں سے کسی پر غنہ کروں، توایک کی بجائے دو نقطے لگاؤ۔اس نے ایسا ہی کیا۔یہ ابوالاسودؒ کا نظام نقط تھا"۔

مذکورہ روایات کی لفظی تعبیر میں اگرچہ ہمیں کچھ فرق نظرآتاہے تاہم عملی طورپر ان میں کوئی فرق نہیں۔

فتحہ کے نقطے حرف کے اوپر ہی لگائے جائیں گے، ضمہ کے نقطے حرف کے سامنے جبکہ کسرہ کے نقطے حرف کے نیچے لگیں گے۔

ابوالاسودؒ کی احتیاط

ابوالاسودؒ نے نقط واعراب مصحف کے معاملہ میں ہر ممکن احتیاط کو پیش نظر رکھا۔

ا۔سب سے پہلے ان کا زیاد (گورنر بصرہ) کی درخواست پر انکار کرنا،اس بات کا مظہر ہے کہ وہ کوئی ایسا کام نہیں کرنا چاہتے تھے،جو دور نبوی میں نہ ہوا تھا یا جسے حضرات صحابہ نے نہ کیا ہو۔یہ بالکل اسی صورت حال کا عکاس ہے،جب حضرت ابو بکر صدیقؓ کے دور میں جنگ یمامہ میں قراء کی ایک بڑی تعداد کی شہادت کے وقت پیش آئی تھی،اور اکابر صحابہؓ کے اصرار کے باوجود حضرت ابو بکرؓ نے تدوین قرآن سے محض اس لئے انکار کیا تھا،کہ دور نبوی میں ایسا نہیں کیا گیا تھا،تاوقتیکہ آپ کو شرح صدر نہ ہوا،چنانچہ یہاں بھی زیادؒ کو ابوالاسودؒ کو قائل کرنے کیلئے حیلہ کرنا پڑا،یا خود ابوالاسودؒ مختلف واقعات کے بعد شرح صدر ہوا جیسا کہ روایات سے ظاہر ہے۔

۲-ابوالاسودؒ کا تیس آدمیوں کا انٹرویو بھی اسی احتیاط کی وجہ سے تھا کہ وہ اس عظیم الشان کام کیلئے کوئی ایسا آدمی تلاش کرنا چاہتے تھے جو اس کی لیاقت بھی رکھتا ہو۔

۳۔ تیس آدمیوں میں سے ایک آدمی منتخب کرنے باوجود جب وہ عملاً آپ کے معیار پر پورا نہ اترا تو آپ نے اسے تبدیل کر دیا جیسا کہ علامہ السیرافی کی روایت سے ظاہر ہے۔

۴۔ابوالاسودؒ صرف اسی آدمی پر اعتماد کو کافی نہیں سمجھتے تھے بلکہ ایک نشست یا ایک دن کے کام کے بعد خود بھی اس کی نظر ثانی کیا کرتے تھے۔۲۱

ابوالاسود رحمہ اللہ کے کام کا خلاصہ

ابوالاسودؒ کے کام کا خلاصہ یہ ہے کہ :

انہوں نے حرفوں کی آواز (حرکت) کو نقطوں سے ظاہر کیا۔ یہ نقطے قرآن کی کتابت میں استعمال شدہ (سیاہ) روشنائی سے مختلف رنگ میں لگائے گئے۔ بالعموم یا کم از کم ابتداء میں، ان علامتی نقطوں کے لیے سرخ رنگ ہی استعمال کیا گیا۔

زبر (فتحہ) کے لیے متعلقہ حرف کے اوپر ایک نقطہ ،زیر (کسرہ) کے لیے حرف کے نیچے ایک نقطہ اور پیش (ضمہ) کے لیے حرف کے سامنے یعنی آگے بائیں طرف ایک نقطہ اور تنوین کے لیے دو دو نقطے مقرر کئے گئے۔۲۲

علامت سکون کیلئے ابوالاسودؒ کے طریقہ میں کوئی علامت مقرر نہیں کی گئی تھی۔اس کی علامت حرف کا کسی علامت سے خالی ہونا ہی تھا۔۲۳

☆کتابتِ مصاحف میں اِصلاح یا تکمیلِ رسم عثمانی کے لیے علاماتِ ضبط مقرر کرنے کی یہ پہلی کوشش تھی چونکہ یہ علامات الفاظ کی اِعرابی حرکات کو ظاہر کرنے کے لیے استعمال کی گئی تھیں اور اس لیے ہی اسے نقط الاعراب (Diacritical marks) کہتے تھے۔

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ ابوالاسودؒ کو حرکات بذریعہ نقاط متعین کرنے کا خیال، سریانی یا عبرانی یا کلدانی زبان میں مستعمل طریقہ (حرکات بذریعہ نقاط) سے پیدا ہوا، جبکہ بعض اس کو خود ابوالاسودؒ کی ایجاد قرار دیتے ہیں۔۲۴

ابوالاسودؒ کا طریقہ اعراب صرف مصاحف کی حدتک مقبول ہوا،اور یہ وضع بھی قرآن کریم کی حفاظت کیلئے کیا گیا تھا،اس لئے عام عربی کتابت میں نہ تو یہ مقبول ہوااور نہ ہی ہمیں اس کی مثالیں ملتی ہیں۔۲۵

ابوالاسودؒ کے طریقہ کار میں تنوع

ابوالاسود رحمہ اللہ کا یہ طریقہ بہت جلد کوفہ کے بعد بصرہ اور پھر مدینہ منورہ تک کے مصاحف میں استعمال ہونے لگا۔ لوگوں نے ابوالاسودؒ کے طریقہ کا اتباع کیا تاہم نقطوں کے مقام اور اشکال میں تنوع بھی نظر آنے لگا۔ مثلاً کوئی نقطے کو گول رکھتا اور اسے 'النقط المدور' بھی کہتے تھے۔ بعض نقطے کو مربع شکل میں لکھتے اور بعض اسے اندر سے خالی گول دائرہ (O) ہی بنادیتے ۲۶ کہ مکرمہ میں ضمہ (پیش) کا نقطہ حرف کے بائیں طرف سامنے کی بجائے اوپراور فتح (زبر) کا نقطہ حرف کے اوپر کی بجائے اس سے پہلے دائیں طرف لگانے کارواج ہوگیا۔۲۷ جیسا کہ امام دانیؒ نے ابن شتہ کے حوالے سے لکھا:

"قال ابن أشته رأيت في مصحف إسماعيل القسط إمام أهل مكة الضمة فوق الحرف والفتحة قدام الحرف ضد ما عليه الناس" ۔۲۸

ابن شتہؒ کہتے ہیں کہ میں نے امام اہل مکہ اسماعیل قسطؒ کے مصحف میں عام لوگوں کے بر عکس ضمہ کو حرف کے اوپر اور فتحہ کو حرف کے سامنے لکھا ہوا دیکھا۔

اہل بصرہ نے بھی اسی کی اتباع کی، ان سے اہل مدینہ نے یہ طریقہ لیا، اور انہوں نے حرکات کیلئے سرخ رنگ اور ہمزہ کیلئے زرد رنگ استعمال کیا، پھر اہل مدینہ کے ان رنگوں کو اہل مغرب نے بھی اپنا لیا۔۲۹

اہل عراق نے حرکات اور ہمزہ دونوں کیلئے سرخ رنگ اپنا لیا۔۳۰

ابو الاسودؒ کے متبعین نے تنوین کے بعد اگر حروف حلقی واقع ہوتا تو اظہار کی نشاندہی کیلئے تنوین کے نقطوں کو ترکیب (نقطوں کو آگے پیچھے رکھنا) اور حروف غیر حلقی کی صورت میں ان نقطوں کو تتابع (نقطوں کا آگے پیچھے لگانا) کے طرز پر لگانا شروع کر دیا۔۳۱

کتابت مصاحف میں علاماتِ ضبط کا یہ پہلا تنوع تھا، جس کی بنا پر عموماً یہ پتہ چل جاتا تھا کہ کس مصحف کی کتابت کس شہر یا کس علاقے میں ہوئی ہے۔

اگر کسی مصحف میں حرکات اعراب کیلئے سرخ اور زرد رنگ کا استعمال ہوتا تو سمجھ لیا جاتا کہ یہ اہل مدینہ، بصرہ یا مغرب کے مصاحف میں سے ہے۔

اور اگر کسی مصحف میں صرف سرخ رنگ کا استعمال ہوتا تو پتہ چل جاتا کہ یہ اہل شام یا عراق کا مصحف ہے۔ مذکورہ طرز پر مصاحف کی کتابت تقریباً دوسری صدی ہجری کے اوائل تک موجود تھی۔ علامہ دانیؒ لکھتے ہیں:

"وصل الی مصحف جامع عتیق کتب فی اول خلافۃ ھشام بن عبد الملک سنۃ عشر ومأۃ،کان تاریخہ فی آخرہ:کتبہ مغیرۃ بن مینا،فی رجب سنۃ مأ وعشرۃ.وفیہ الحرکات والھمزات والتنوین والتشدید فقط بالحمرۃ"۔۳۲

"مجھے جامع عتیق کا ایک مصحف ملا جو ہشام بن عبد الملک کے زمانہ خلافت کے اوائل سن ۱۱۰ ہجری کا لکھا ہوا تھا۔ مغیرہ بن مینا نامی کاتب نے اسے لکھا تھا، اور اس کی تاریخ

رجب ۱۱۰ ہجری مکتوب تھی۔اس میں حرکات، ہمزات، تنوین اور شد سرخ روشنائی سے لکھے ہوئے تھے"۔

ابوالاسودؒ کے طریقہ کار کے مطابق علامات حرکات موجودہ دور کے مطبوعہ مصاحف میں ہمیں نظر نہیں آتیں تاہم بعض قدیم مخطوطات میں محفوظ ہیں، جن سے اس طریقہ کار کی عملی شکل دیکھی جاسکتی ہے۔ حضرت عثمان غنیؓ کی طرف منسوب ایسے ہی ایک مصحف کے صفحے کا عکس ملاحظہ ہو:

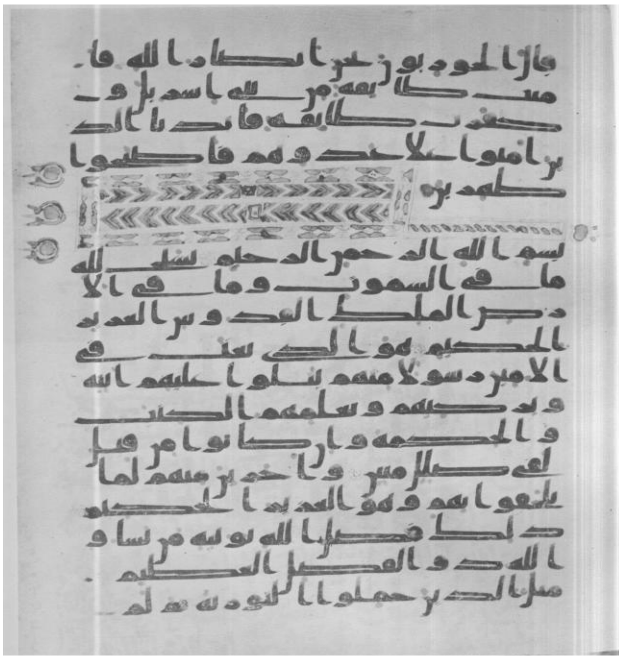

۳۳

طوپ کاپی میوزیم میں حضرت عثمانؓ کی طرف منسوب مصحف کے صفحہ ۳۶۷B کا عکس

مصحف عثمانی کا مذکورہ بالا عکس، سورۃ صف کی آخری آیت مبارکہ کے ایک جز اور سورۃ جمعہ کی ابتدائی پانچ آیات پر مشتمل ہے۔

عکس بالا کا ابوالاسودؒ کے نظام نقط کی روشنی میں ایک جائزہ

ابوالاسودؒ کے نظام ضبط کی روشنی میں مذکورہ بالا عکسِ مخطوط کا ذیل میں تجزیہ پیش کیا جاتا ہے

صورت مخطوط	موجودہ رسم وضبط	مخطوط میں موجود علامات ضبط

	قَالَ	لام کے اوپر نقطہ زبر کی نشاندہی کر رہا ہے
	الْحَوَارِيُّونَ	راء کے نیچے کا نقطہ زیر جبکہ نون کے اوپر کا نقطہ زبر کی نشاندہی کر رہا ہے
	نَحْنُ	نون کے سامنے کا نقطہ پیش کی علامت ہے
	أَنْصَارُ	الف کے اوپر کا نقطہ زبر جبکہ راء کے سامنے کا نقطہ پیش کی علامت ہے
	اللهِ	ہا کے نیچے کا نقطہ زیر کی نشانی ہے
	طَّآئِفَةٌ	دندانے کے نیچے کا نقطہ بصورت کسرہ ہمزہ کی نشاندہی کر رہا ہے جبکہ نون کے سامنے کے دو نقطے تنوین بالضمہ کی علامت ہیں
	إِسْرَآءِيلَ	الف کے نیچے کا نقطہ زیر کی علامت، دندانے کے نیچے کا نقطہ بھی زیر کی علامت جبکہ لام کے اوپر کا نقطہ زبر کی علامت ہے
	كَفَرَتْ	فاء کے اوپر کا نقطہ زبر کی علامت
	طَّآئِفَةٌ	دندانے کے نیچے کا نقطہ زیر کی علامت جبکہ گول تاء کے سامنے کے دو نقطے تنوین باالضمہ کی علامت ہیں
	عَدُوِّهِمْ	عین کے اوپر کا نقطہ زبر جبکہ واؤ کے نیچے کا نقطہ زیر کی علامت ہے
	بِسْمِ	با اور میم کے نیچے کے نقطے زیر کی علامت ہیں
	اللهِ	ہاء کے نیچے کا نقطہ زیر کی علامت ہے
	الرَّحْمٰنِ	نون کے نیچے کا نقطہ زیر کی علامت ہے
	يُسَبِّحُ	سین کے اوپر کا نقطہ زبر کی علامت ہے

	رَسُوْلًا	الف کے سامنے کے دو نقطے تنوین بالفتحہ کی علامت ہیں
	ضَلٰلٍ	لام کے نیچے کے دو نقطے تنوین کسرہ کی علامت ہیں
	مُّبِيْنٍ	نون کے نیچے کے دو نقطے تنوین کسرہ کی علامت ہیں

حضرت عثمانؓ کی طرف منسوب مصحف کے ایک دوسرے صفحے کا عکس جس میں سورۃ لقمان کی آیت ۳۴،۳۳ اور سورۃ السجدہ کی آیت ۱تا۵ میں نقط الاعراب واضح ہیں۔

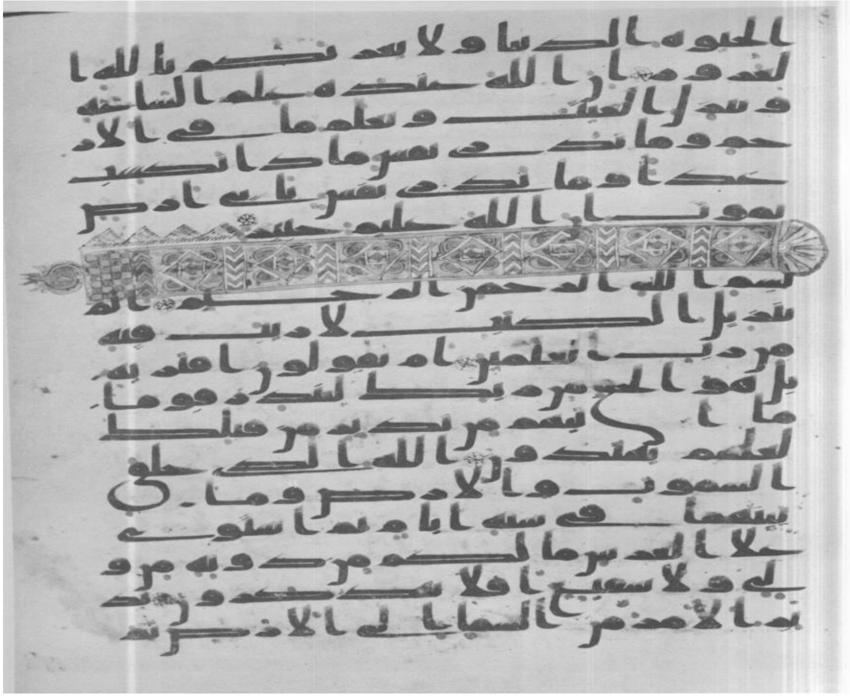

۳۴

طوپ کاپی میوزیم میں حضرت عثمان غنیؓ کی طرف منسوب مصحف، جس میں ابوالاسودؒ کے نقط الاعراب واضح ہیں

دوسرا مرحلہ

نظام نقط واعجام کی تکمیل کا دوسرا مرحلہ ابوالاسودؒ ہی کے دو شاگردوں نصر بن عاصم رحمہ اللہ اور یحییٰ بن یعمر رحمہ اللہ کے ہاتھوں سرانجام پایا۔

ابوالاسودؒ کی اس 'اصلاح' کے باوجود ابھی تک یکساں صورت رکھنے والے حروف کی باہمی تمیز کے لیے کوئی تحریری علامت نہیں تھی اوران کی درست قرأت کا انحصار ، تلقّی وسماع پر ہی تھا۔۳۵

ایک عرصہ تک لوگ اسی طریقہ پر عمل پیرا رہے تاوقتیکہ خلیفہ عبدالملک بن مروان کا زمانہ آگیا۔اس دوران فتوحات سے سلطنت اسلامیہ کی حدود میں بھی وسعت پیدا ہوئی اور بہت سے غیر عرب بھی سلطنت اسلامیہ کا حصہ بنے۔ عبدالملک اُموی رحمہ اللہ کے زمانے میں جب عربی کو دفتری زبان بنادیا گیاتو نہ صرف قرآن کریم، بلکہ عام عربی تحریر کو بھی اس التباس سے بچانا ضروری معلوم ہوا ۔ عجمیوں کے سلطنت اسلامیہ کا حصہ بننے سے لغت عرب میں لحن واقع ہونے لگا، چنانچہ عبدالملک بن مروان نے والی عراق حجاج بن یوسف متوفی ۹۵ھ کو حکم دیا کہ وہ لحن کو تحریف قرآن کی حدود تک پہنچنے سے دور رکھنے کا بندو بست کریں۔ چنانچہ حجاج بن یوسف نے اس عظیم الشان خدمت کی انجام دہی کیلئے بصرہ کے دو معروف اہل علم امام نصر بن عاصمؒ متوفی ۹۰ھ۳۶اور امام یحیٰ بن یعمر ۳۷ کو منتخب کیا۔یہ دونوں علمائے کرام فنون قرأت اور لغت عرب میں اپنے وقت کے امام تھے۔ چنانچہ ان دونوں نے مل کر" نقط الاعجام" (Skeletal dots) وضع کیے،تاکہ مماثل حروف آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ ملتبس نہ ہوں۔۳۸

یہاں پر اہل علم کے درمیان یہ اختلاف ہے کہ آیا حجاج بن یوسف نے اس خدمت پر صرف نصرؒ کو مامور کیا یا نصرؒ بن عاصمؒ اور یحیٰ بن یعمرؒ دونوں کو یا پھر ان کے ساتھ کسی اور کو بھی شامل کیا۔

ایک رائے یہ ہے کہ ابتداءً یہ کام نصر بن عاصمؒ کو سونپا گیا، بعد میں ان کے ساتھ یحیٰ بن یعمرؒ کو بھی ملادیا۔۳۹

ابن عطیہؒ کہتے ہیں کہ حجاج نے یحیٰ بن یعمر اور حسن بصریؒ کو اس کام پر مامور کیا۔ جبکہ ڈاکٹر موسیٰ لاشین کے بقول حجاج بن یوسف نے عراق میں قرآن کریم کی قرأت میں لحن دیکھا تو عموم بلویٰ کے ڈر سے نصرؒ بن عاصمؒ اور یحیٰ بن یعمرؒ کو یہ ذمہ داری سونپی کہ اس سے قبل کہ یہ لحن دیگر بلاد وامصار میں پھیلے اس کی درستی کیلئے اقدامات کریں۔ ۴۰

مذکورہ بالا روایات کے مطالعہ سے اس بات کے امکان کو بھی خارج از امکان قرار نہیں دیا جاسکتا کہ حجاج بن یوسف نے اس کام کیلئے نصر بن عاصمؒ یحیٰ بن یعمر اور حسن بصریؒ پر مشتمل ،لجنۃ (کمیٹی) قائم کی ہو، جیسا کہ ڈاکٹر عبدالحئ فرماویؒ نے بھی ڈاکٹر موسیٰ لاشاری کے حوالے سے ذکر کیا ہے۔ ۴۱ اس کمیٹی کے اراکین میں سے نصر بن عاصمؒ اور یحیٰ بن یعمرؒ کو زیادہ شہرت حاصل ہو گئی ہو، جیسا کہ حضرت عثمانؓ نے تدوین قرآن کیلئے چار افراد حضرت زید بن ثابتؓ، حضرت عبداللہ بن زبیرؓ، حضرت سعید بن العاصؓ، حضرت عبدالرحمٰن بن حارث بن ہشامؓ ۴۲ پر مشتمل کمیٹی تشکیل دی تھی اور حضرت زید بن ثابتؓ اس کمیٹی کے سربراہ تھے، اور وہی زیادہ مشہور بھی ہیں۔ ممکن ہے یہاں بھی نصر بن عاصمؒ اور یحیٰ بن یعمرؒ بھی" نقط الاعجام" (Skeletal dots) کیلئے قائم کمیٹی کے سربراہ ہونے کی حیثیت سے مشہور ہو گئے ہوں اور ممکن ہے حسن بصریؒ کے علاوہ اور لوگ بھی اس میں شامل ہوں۔

نصر بن عاصمؒ اور یحییٰ بن یعمرؒ نے عربی زبان کے اب تک رائج اٹھارہ حرفوں کو ان کی آوازوں کے مطابق اٹھائیس حرفوں میں بدلا اور چھوٹے چھوٹے نقطوں کے ذریعے متشابہ حروف کو باہم متمیز کر دیا۔ خیال رہے کہ ان اٹھائیس حروف کے ان کی آوازوں کے لحاظ سے نام پہلے سے الگ الگ موجود تھے۔ صرف ان کی کتابت کی شکلیں اٹھارہ تھیں، مثلاً 'ح' کو ہی ج ح خ کہتے تھے۔ حرفوں پر اس قسم کے نقطے لگانے کے عمل کو 'اعجام' کہتے ہیں۔ حرکات اور اَصوات کے لیے ابوالاسود الدؤلیؒ کے رائج کردہ نقطوں کے برعکس، اعجام کے نقطے اسی سیاہی سے لگانے تجویز ہوئے، جس سے اصل متن لکھا گیا ہو۔ ۴۳

علامہ زرقانیؒ یحیٰ بن یعمرؒ اور نصر بن عاصمؒ کے کام کے بارے میں لکھتے ہیں:

"ویرحم اللہ ھذین الشیخین،فقد نجحا فی ھذہ المحاولہ،واعجما المصحف الشریف الاول مرۃونقطا جمیع حروفہ المتشابھۃ،والتزما ان لا تزید النقط فی ای حرف علی ثلاث۔وشاع ذالک فی الناس بعد،فکان لہ اثرہ العظیم فی ازالۃ الاشکال واللبس عن المصحف الشریف"۔۴۴

"اللہ تعالیٰ ان دونوں شیوخ پر رحم فرمائے انہوں نے اس عظیم کوشش میں کامیابی حاصل کی اور مصحف شریف کو پہلی مرتبہ معجم بنایا۔اور تمام متشابہ حروف پر نقطے لگائے،اوراس بات کا التزام کیا کہ کسی حرف پر تین سے زائد نقطے نہ ہوں،بعد میں یہی طریقہ لوگوں میں پھیل گیا،قرآن کریم کو التباس سے بچانے میں یہ کام بہت مؤثر ثابت ہوا"۔

کتابت مصاحف میں حروف کی باہم پہچان اور تمیز کے لیے یہ دوسری اصلاحی کوشش تھی۔ نصر بن عاصمؒ اور یحيٰی بن یعمرؒ کے کام کے بعد قرآن کریم پر دو قسم کے نقطے تھے۔ ان دونوں قسم کے نقطوں میں فرق کرنے کے لیے الگ الگ اِصطلاحات وجود میں آئیں ۔پہلے (ابوالاسود رحمہ اللہ والے) طریقے کو "نقط الحرکات "(Diacritical marks، نقط الاعراب یانقط الشکل کہتے تھے،جبکہ دوسری قسم (نصر رحمہ اللہ اور یحيٰی رحمہ اللہ کے طریقے پر حرفوں کے نقطے لگانے) کو نقط الاعجام(Skeletal dots) کہتے تھے۔

نقط الاعجام کا کام چونکہ حجاج بن یوسف کے حکم پر شروع ہوا تھا اور حجاج نے اس مفید اصلاح کے نفاذ کیلئے اپنی حکومت کی پوری مشینری اور اپنی ساری انتظامی صلاحیتوں کو صرف کیا تھا،اسی وجہ سے مؤرخین خط اس طریقے کو حجاج کا طریقہ بھی کہتے ہیں،اور رنگدار نقاط برائے حرکات کو ابوالاسودؒ کا طریقہ کہتے ہیں۔۴۵

یحيٰی بن یعمرؒ اور نصر بن عاصمؒ کے کام کی ایک اور چیز جو خصوصاً قابل ذکر ہے،اگرچہ اس کا تعلق براہ راست علاماتِ ضبط سے نہیں ہے،وہ یہ ہے کہ نصر رحمہ اللہ اور یحيٰی رحمہ اللہ نے حروفِ تہجی کی روایتی اَبجد ہوّز حُطّی والی عبرانی ترتیب بدل کر ان کو تقریباً یہ ترتیب دی،جو

اب تک ہمارے ہاں رائج ہے۔ترتیب میں یہ تبدیلی دراصل اس مقصد کے لیے عمل میں لائی گئی تھی تاکہ یکساں صورت والے حروف کو یکجا کر دیا جائے۔۴٦

نصر بن عاصمؒ اور یحییٰ بن یعمرؒ کی مجوزہ علامات ضبط میں تنوع

ابوالاسودؒ کے نقطوں کی طرح یحییٰؒ اور نصرؒ یا حجاج کے نقاطِ حروف اور ترتیب تہجی بھی حجاز کے راستے مغرب میں بھی قدرے اختلاف یا تنوع کے ساتھ اختیار کر لیے گئے، مثلاً مغرب میں 'ف' کے سرے کے نیچے ایک نقطہ اور 'ق' کے اوپر ایک نقطہ مثل 'ف' اختیار کیا گیا۔ وہاں کسی لفظ کے آخر پر واقع ہونے کی صورت میں ف ق ن اور ی کو کسی قسم کے علامتی نقطوں کے بغیر لکھا جانے لگا۔اسی طرح اہل مغرب (خیال رہے اسلامی تاریخ میں مغرب سے مراد مصر کے علاوہ تمام افریقی ممالک اور اندلس ہوتے ہیں، آج کل صرف مراکش کو بھی مغرب کہہ لیتے ہیں) کے ہاں عربی کے حروف تہجی کی ترتیب بھی مختلف رائج ہو گئی۔ اہل مشرق (مصر اور تمام ایشیائی ممالک) میں تو یہ ترتیب یوں ہے: اب ت ث ج ح خ د ذ ر ز س ش ص ض ط ظ ع غ ف ق ک ل م ن و ہ (بعض جگہ ہ و) اور ی۔اس کے برعکس مغرب میں 'ز' 'ر' کے بعد سے یہ ترتیب اختیار کی گئی: ط ظ ک ل م ن ص ض ع غ ف س ش ہ و ی۔۴۷

عباسی دور کے ابتدائی کئی برسوں بلکہ تقریباً ایک صدی تک کتابت مصاحف کا یہی طریقہ رائج رہا، یعنی حرکات بذریعہ رنگدار نقاط اور حرفوں کے نقطے مقابلتاً ان سے ذرا چھوٹے ، مگر کتابت متن والی سیاہی سے لکھنا، تاہم یہ دو دو قسم کے نقطے لکھنے اور پڑھنے والے، ہر دو، کے لیے صعوبت اور التباس کا سبب بنتے تھے، اس لیے آہستہ آہستہ اعجام کے نقطے محض قلم کے قط کے برابر ہلکی ترچھی لکیروں کی صورت میں ظاہر کئے جانے لگے۔ ۴۸ البتہ جب عربی خط میں تحسین و جمال کے پہلو ظاہر ہوئے اور مختلف حسین و جمیل اقلام (اقسام خط) ایجاد ہوئے تو 'نقط اعجام' کے لیے بھی، تحریر کے حسن و جمال اور حروف کے ہندسی تناسب کو ملحوظ

رکھتے ہوئے، مناسب قط اور نقاط کی وضع اور شکل کے لیے بھی خوشخطی کے قواعد مقرر کر لیے گئے۔

دریں اثناء،ابوالاسود رحمہ اللہ اور یحیٰی رحمہ اللہ و نصر رحمہ اللہ کے تلامذہ اور متبعین نے اس طریقے (نقط الاعراب) کو وسعت دیتے ہوئے کچھ مزید علامات وضع کیں، (اگرچہ ان واضعین کے نام تاریخ نے محفوظ نہیں رکھے) مثلاً 'سکون' کے لیے چھوٹی سی افقی (سرخ) لکیر باریک قلم سے حرف کے اوپر یا نیچے مگر اس سے الگ لگانے لگے۔اسی طرح 'تشدید' کے لیے حرف کے اوپر قوس کی اُفقی شکل ( ) کا نشان اختیار کیا گیا، جس کے دونوں سرے اوپر اٹھے ہوتے تھے۔ حرف منون پر فتحہ (زبر) کی صورت میں سرخ نقطہ اس قوس کے اندر، کسرہ (زیر) کے لیے نیچے اور ضمہ (پیش) کے لیے یہ نقطہ قوس کے دائیں سرے کے اوپر لگاتے۔ پھر کچھ عرصہ بعد علامات تشدید والی قوس پر حرف منون کی حرکت کے لیے نقطہ لگانا ترک کر دیا گیا اور اس کی بجائے مشدد مفتوح حرف کی صورت میں 'قوس تشدید' حرف کے اوپر ( ) اور مکسور مشدد کے لیے حرف کے نیچے الٹی قوس ( ) اور مشدد (مضموم کے اوپر اوندھی شکل کی قوس ( ) بنانے لگے۔ اس کے بعد علامت تشدید کے طور پر صرف دال مقلوبہ ( ) بھی استعمال ہونے لگی۔۴۹

یحیٰی بن یعمرؒ اور نصر بن عاصمؒ کے کام کا خلاصہ

یحیٰی بن یعمرؒ اور نصر بن عاصمؒ کے کام کا خلاصہ یہ ہے:

انہوں نے کتابت میں ہم شکل حروف کو نقطے لگا کر متمیز کر دیا۔

کسی بھی حرف پر نقطوں کی زیادہ سے زیادہ تعداد تین تھی۔

ابوالاسودؒ کے طریقہ کے برعکس یہ نقاط متن کے رنگ سے ہی لگائے گئے۔

نصر بن عاصمؒ اور یحیٰی بن یعمرؒ کے اس عمل سے عربی زبان کے حروف کی تعداد تکلم اور کتابت دونوں میں اٹھائیس ہو گئی جب کہ اس سے پہلے ان کی تعداد تکلم میں اٹھائیس اور کتابت میں اٹھارہ تھی۔

یحیٰ بن یعمر اور نصر بن عاصمؒ نے حروفِ تہجی کی روایتی اَبجد ہوَّز حُطّی والی عبرانی ترتیب بدل کر ان کو تقریباً یہ ترتیب دی، جو اب تک ہمارے ہاں رائج ہے۔ ترتیب میں یہ تبدیلی دراصل اس مقصد کے لیے عمل میں لائی گئی تھی تاکہ یکساں صورت والے حروف کو یکجا کر دیا جائے۔

تیسرا مرحلہ

ابوالاسودؒ اور یحیٰؒ و نصرؒ نے اعجام و اعراب قرآن کریم کے حوالے سے ابھی تک جو کام کیا، اگرچہ وہ اعجام و اعراب کے دو مختلف نظام تھے، تاہم دونوں کے کام کی قدر مشترک نقطوں کا وجود تھا۔ جیسا کہ پہلے بھی ذکر کیا گیا عباسی دور کے ابتدائی کئی برسوں بلکہ تقریباً ایک صدی تک کتابت مصاحف کا یہی طریقہ رائج رہا، یعنی حرکات بذریعہ رنگدار نقاط اور حرفوں کے نقطے مقابلتاً ان سے ذرا چھوٹے ، مگر کتابت متن والی سیاہی سے لکھنا، تاہم یہ دو دو قسم کے نقطے لکھنے اور پڑھنے والے، ہر دو، کے لیے صعوبت اور التباس کا سبب بنتے تھے۔ رنگوں کے اختلاف کی وجہ سے اگرچہ دونوں قسم کے نقطوں میں فرق ممکن تھا، تاہم جلد ہی اس میں اصلاح کی ضرورت محسوس ہونے لگی، اعجام کے نقطوں کو محض قلم کے قط کے برابر ہلکی ترچھی لکیروں کی صورت میں ظاہر کر کے اگرچہ اس مشکل پر قابو پانے کی ایک کوشش منظر عام پر آ بھی چکی تھی تاہم باقاعدہ طور پر مشہور نحوی اور واضع علم العروض الخلیل بن احمد الفراہیدی رحمہ اللہ (م ۱۷۰ھ) نے وقت کی اس ضرورت کو نئی علامات ضبط ایجاد کر کے پورا کیا اور یہی وہ علامات ضبط ہیں جو کم و پیش آج بھی ہر جگہ نہ صرف کتابت مصاحف میں بلکہ کسی بھی مشکول عربی عبارت کے لیے استعمال ہوتی ہیں۔ ۵۰

خلیل بن احمد کا طریق کار

خلیل بن احمد رحمہ اللہ نے نقط و اعجام کو نہ صرف متن کی سیاہی سے لکھنا، اسی طرح برقرار رکھا بلکہ اس نے حرفوں کے نقطوں کی تعداد اور ان کی جگہ کے تعین کے اَسباب و علل بھی بیان کئے۔ ۵۱ البتہ اس نے الشکل بالنقاط کی بجائے الشکل بالحرکات کا طریقہ ایجاد کیا، یعنی

فتحہ (زبر) کے لیے حرف کے اوپر ایک ترچھی لری (-َ) ، کسرہ (زیر) کے لیے حرف کے نیچے ایک ترچھی لکیر (-ِ) اور ضمہ (پیش) کے لیے حرف کے اوپر ایک مخفف سی واؤ کی شکل (-ُ) لگانا تجویز کیا اور تنوین کے لیے ایک کی بجائے دو دو حرکات (-ً -ٍ -ٌ) مقرر کیں۔

ان حرکات ثلاثہ کے علاوہ الخلیل رحمہ اللہ نے پانچ نئی علامات ضبط ایجاد کیں یا ان کے لیے حرکاتِ ثلاثہ کی طرح ایک نئی صورت وضع کی۔ الخلیل رحمہ اللہ کی علامات دراصل حرکت کی صوتی مناسبت سے کسی باریک سے حرف یا علامت کے نام یا اس کے کسی حصے کی مخفف شکل تھیں۔ گویا ہر علامتِ ضبط اپنے مدلول پر دلالت کرتی تھی، مثلاً الخلیل رحمہ اللہ نے فتحہ کے لیے 'الف صغیرہ مبطوحہ' (چھوٹا سا ترچھا الف)، کسرہ کے لیے یاء کا مخفف سرا (-ِ) اور ضمہ کے لیے واؤ کی مخفف صورت اختیار کی۔ ۵۲ اسی طرح اس نے سکون کے لیے حرف ساکن کے اوپر 'ہ' یا 'ح' کی علامت وضع کی، جو لفظ 'جزم' کے ج یا م کے سرے کا مخفف نشان ہے۔ شدہ یا تشدید کے لیے اس نے حرف مشدد کے اوپر ّ لگانا تجویز کیا، جو 'ش' کے سرے سے ماخوذ ہے۔ مدہ یا تمدید کے لیے حرف ممدود کے اوپر 'آ' کی علامت اختیار کی جو دراصل لفظ 'مد' ہی کی دوسری یا مخفف شکل ہے۔ اسی طرح 'ہمزہ الوصل' کے لیے الف کے اوپر 'ص' یعنی 'صلہ' کے 'ص' کی ایک صورت اور ہمزہ القطع کے لیے 'أ' کی علامت وضع کی ،جو حرف عین (ع) کے سرے سے ماخوذ ہے کہتے ہیں کہ الخلیل رحمہ اللہ نے 'روم اور اشمام' کے لیے بھی علامات وضع کی تھیں۔۵۳ الخلیل رحمہ اللہ کی ایجاد کردہ علامات کی سب سے بڑی خوبی یہ تھی کہ اس میں کتابت کے لیے دو سیاہیاں استعمال کرنا لازمی نہ تھا بلکہ متن (قرآن) اور علاماتِ ضبط سب ایک ہی سیاہی سے لکھے جانے لگے۔ اس سے کتابت میں صعوبت اور قراءت میں التباس کے اِمکانات کم تر ہوگئے۔ اس لیے یہ طریقہ بہت جلد مقبول ہوگیا۔ آج کل دنیا بھر میں کتابت مصاحف کے لیے علاماتِ ضبط کا یہی طریقہ رائج ہے۔

خلیل بن احمد کے طریقہ میں تنوع

ابوالاسودؒاور یحییٰؒ اور نصرؒ کے طریقوں کی طرح ضرورۃاور بعض جگہ رواجاً خلیل بن احمدؒ کے طریقہ میں بھی مزید اِصلاحات اور ترمیمات کا عمل جاری رہا۔ مثلاافریقی ممالک کے مصاحف میں یہ حرکات ترچھی ڈالنے کی بجائے بالکل افقی ڈالی جاتی ہیں۔ چین میں تشدید کی بجائے سین کے سرے کے دو دندانے لکھ کرآخر میں ذرا کھینچ دیتے ہیں،اسی طرح ضمہ کی شکلیں بھی بعض ممالک میں مختلف ہوتی ہیں، مگر یہ سب خلیل کے طریقے کا تتبع باتنوع ہے۔الخلیل رحمہ اللہ کی وضع کردہ علاماتِ ضبط،کتابت مصاحف میں علامات ضبط کی اِصلاح یا تکمیل کی تیسری کوشش تھی جوایک بڑے سنگ میل کی حیثیت رکھتی ہے۔۵۴

ابوالاسودؒ کے طریقہ کی تقدیس اور خلیل کے طریقہ اعراب کی عدم مقبولیت

جب الخلیل بن احمد الفراہیدی رحمہ اللہ نے دوسری صدی ہجری کے اواخر میں علاماتِ ضبط کا یہ نیاطریقہ وضع کیا، تواس وقت تک ابوالاسود رحمہ اللہ کاایجاد کردہ طریقہ نقاط (نقط) کتابت مصاحف کے لیے پوری دنیائے اسلام کے مغربی اور مشرقی حصوں میں استعمال ہو رہا تھا،بلکہ اس میں مزید اِصلاحات اور نئی نئی علامات کی ایجاد سے یہ طریقہ زیادہ مکمل اور قرآن کریم کی قراءت اور تجوید کی بہت سی ضرورتوں اور نطقی وصوتی تقاضوں کے لیے کافی ومکتفی بن چکا تھا۔اس لیے شروع میں کافی عرصہ تک لوگ کتابتِ مصاحف کے لیے الخلیل رحمہ اللہ کے طریقے کی بجائے ابوالاسود رحمہ اللہ والے طریق نقط کااستعمال ہی جائز سمجھتے تھے۔ الخلیل رحمہ اللہ کا طریقہ کافی عرصہ تک صرف کتبِ شعر اور دیگر غیر قرآنی عربی عبارات میں استعمال ہوتا تھا،بلکہ اسی وجہ سے اور شکل المصحف کے طریقۂ نقط سے ممتاز کرنے کے لیےاسے " **شکل الشعر** "(یعنی شعروں میں حرکات لگانے کا طریقہ) بھی کہتے تھے۔ دونوں قسم کے' شکل' کی صوری خصوصیات کی بناپرابوالاسود رحمہ اللہ والے طریقے کو"**الشکل المدور**'' اور موٴخرالذکر کو" **الشکل المستطیل** "بھی کہتے تھے۔۵۵

مغرب یعنی سپین اور افریقی ممالک میں توکتابتِ مصاحف کے لیےعلاماتِ ضبط کے طور پر ابوالاسود رحمہ اللہ کے طریق نقط کوایک قسم کی تقدیس کا درجہ حاصل ہو گیا تھا۔ابوعمرو عثمان

بن سعید الدانی رحمہ اللہ (م ۴۴۴ھ)، جو رسم عثمانی اور علامات ضبط بذریعہ 'النقط المدور' کے بہت بڑے عالم تھے اور ان فنون میں انہوں نے یادگار تصانیف چھوڑی ہیں، وہ اپنی کتاب ' المحکم فی نقط المصاحف 'میں الخلیل رحمہ اللہ کے طریقے کے کتابت مصاحف میں استعمال کو 'بدعت' اور ابوالاسود رحمہ اللہ والے طریقے کو 'طریقِ سلف' قرار دیتے ہیں اور بڑی دلیل ان کی یہ ہے کہ یہ طریقہ (یعنی نقط) ایک تابعی بزرگ (ابوالاسود رحمہ اللہ) نے شروع کیا تھا اور انہوں نے کتابتِ علامات کے لیے اپنے منتخب کاتب سے 'فانقط' اور' اجعل نقطۃ 'یعنی میری ہدایت کے مطابق نقطے لگاؤ، کے الفاظ کہے تھے۔علامہ دانیؒ لکھتے ہیں:

"فاتباع هذا اولى والعمل به في نقط المصاحف احق لان الذي رآه أبو الاسود ومن بحضرته من الفصحاء والعلماء حين اتفقوا على نقطها أوجه لا شك من الذي رآه من جاء بعدهم لتقدمهم ونفاذ بصريرتهم فوجب المصير الى قولهم ولزم العمل بفعلهم دون ما خالفه وخرج عنه"۔۵٦

علامہ دانیؒ، الخلیلؒ کے طریقہ کے ترک اور ابوالاسودؒ کے طریقہ کو اپنانے کی دلیل ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"وترك استعمال شكل الشعر وهو الشكل الذي في الكتب الذي اخترعه الخليل في المصاحف الجامعة من الأمهات وغيرها أولى وأحق اقتداء بمن ابتدأ النقط من التابعين واتباعا للائمة السالفين"۵۷

یعنی ابوالاسود رحمہ اللہ والے طریقے کی قبولیت کی دلیل اس کا 'طریقِ سلف' ہونا اور ایک تابعی بزرگ (ابوالاسود رحمہ اللہ) کا وضع کردہ ہونا ہے۔اس لئے اس پر عمل کرنا اولیٰ ہے۔ ابوالاسودؒ کے طریقہ کی اسی تقدیس کی وجہ سے مغرب میں نقط مصاحف کا یہ پہلا طریقہ، بلاد مغرب کے مقابلہ میں زیادہ عرصے تک رائج رہا بلکہ صفدی کے بیان کے مطابق بلاد مغرب

میں اب تک بھی کہیں کہیں یہ طریقہ استعمال کیا جاتا ہے۔ ۵۸ اور بعد میں جب وہاں بھی الخلیل کا طریقہ رائج ہو گیا، تب بھی کتابت مصاحف میں کئی علامات حتیٰ کہ دور طباعت میں بھی، ابوالاسودؒ کے طریق نقط والی ہی برقرار رہیں۔ تونس، نائیجیریا، غانا، مراکش اور سوڈان کے مصاحف میں اسے مشاہدہ کیا جا سکتا ہے۔۵۹

خط نسخ کی ایجاد اور خلیلؒ کے طریقہ کی مقبولیت

تعلیمی اور تدریسی اہمیت اور افادیت کے لحاظ سے الخلیل رحمہ اللہ کا طریقہ یقینا بہتر تھا اور ایک سیاہی کے استعمال کے باعث اس میں ایک سہولت بھی تھی، اس لیے بہت جلد یہ کتابت مصاحف میں بھی استعمال کیا جانے لگا۔ عالم اسلام کے مشرقی حصے میں تو اس نے مکمل طور پر ابوالاسود رحمہ اللہ اور ان کے متبعین کے طریق نقط کی جگہ لے لی۔٦٠

جیسا کہ گذشتہ بحث میں یہ بات گزری، نقاط کے ذریعے شکل المصاحف کا طریقہ طویل استعمال اور قریباً تین صدیوں کی اِصلاحات کی وجہ سے قراءات اور تجوید کی اکثر و بیشتر ضروریات کے لیے زیادہ موزوں اور مکمل و مکتفی 'نظام ضبط' بن چکا تھا، بلکہ اس دوران قراءتِ سبعہ کی تدوین بھی عمل میں آ گئی اور نقط و شکل کا یہ طریقہ مختلف روایات، مثلاً حفص، قالون، ورش اور الدوری وغیرہ ۔٦١ کی مختص نطقی اور صوتی کیفیات کی رعایت کے لیے بھی موزوں کر لیا گیا اس لیے الخلیل رحمہ اللہ کے طریقے کے متبعین نے بھی اس قسم کی تمام ضروریات کے لیے نقط المصاحف کے اس طریقہ کے اُصول اور قواعد کو ہی اپنا رہنما بنایا، مثلاً پرانے طریقے کے مطابق 'اظہار' کے لیے تنوین رفع و نصب کی صورت میں حرف منون کے اوپر اور تنوین جر کے لیے حرف کے نیچے۔ دو متراکب (اوپر نیچے) نقطے (:) لگائے جاتے تھے اور 'اخفاء' کے لیے اسی طرح حرف کے اوپر یا نیچے دو متتابع (آگے پیچھے) نقطے (••) لگائے جاتے تھے۔٦٢ نقط بالحرکات کی صورت میں اظہار کے لیے کتابت تنوین مکرر حرکات کی یہ شکل اختیار کی گئی: (ـَـ ـٌـ) اسے اصطلاح میں 'ترکیب' کہتے ہیں اور اخفاء کے لیے اس سے مختلف صورت لے لی گئی: (ـًـ ـٌـ) اور اسے اصطلاح میں 'اتباع' کہتے ہیں۔٦٣ اسی طرح ادغام، اقلاب، امالہ وغیرہ کے لیے نقط کے پرانے طریقے کو ضرورت

کے مطابق ڈھال لیا گیا، مثلاً پہلے نون ساکنہ یا قبل با (ب) کے اقلاب بمیم کے لیے 'ن' کو علامت سکون سے اور 'ب' کو علامت تشدید سے معری رکھتے تھے یا 'ن' پر سرخ سیاہی سے چھوٹی سی میم (م) بنادیتے تھے۔ نقط بالحرکات میں اسی دوسرے طریقے کو اپنالیا گیا۔٦٤

حوالہ جات وحواشی

۱۔محمد الأنطاكي، الوجيز فی فقہ اللغة: ۸۹، مكتبة دار الشرق، بيروت، طبع دوم، الدكتور شوقي ضيف، العصر الجاهلي: ۱۰۶، دار المعارف، مصر، ۱۹۶۱ء.، الدكتور احمد سليمان ياقوت (استاذ الدراسات اللغویہ جامعہ اسكندريہ و بيروت)ظاہرة الاعراب فی النحو العربی وتطبيقها فی القرآن القديم :۱۰ ،دار المعرفة، ۱۹۹۴

۲۔ الدكتور جواد على،المفصل فی تاريخ العرب :۱۷/۱۳،دار الساقي ، بيروت،۱۴۲۲هـ/ ۲۰۰۱م

۳۔ غانم قدوری الحمد، رسم المصحف دراسة لغوية تا ريخية :۴۶۸،اللجنة الوطنيہ ،بغداد،عراق ،۱۴۰۲ہجری،۱۹۸۲ء الدكتور صلاح الدين المنجد،دراسات فی تاريخ الخط العربی منذ بداية الى نهاية العصر الاموی :۱۲۶،بيروت ۱۹۷۹،طبعہ دو م

،الجبوری،سهيلہ يسين،اصل الخط العربی وتطوره حتی نهاية العصر الاموی:۱۵۵،بغداد،۱۹۷۷

۴۔ رسم المصحف دراسة لغوية تاريخية:۷۲،۷۱،۴۷۲،۵۵۳

۵۔ حسنی شيخ عثمان،حق التلاوة :۱۴۴،مكتبہ المنار الزرقاء،اردن ،۱۴۰۱ ہجری، طبع سوم

۶۔ الزنجانی ، ابو عبد الله ،تاريخ القرآن :۸۹،مؤسسة العملی،بيروت،۱۳۸۸ہجری، الكردی محمد طاہربن عبد القادر،تاريخ الخط العربی وآدابہ :۹۳،المطبعہ التجاريہ الحديثہ بالسكاكانی،مدرسہ تحسين الخطوط العربيہ الملكيہ مصر،طبع اول ،۱۳۸۵ھجری ، رسم المصحف دراسة لغوية تاريخية:۵۳۹

۷۔ حافظ احمد یار، قرآن وسنت، چند مباحث :۱۰۹ ، مطبوعہ شیخ زاید اسلامک سنٹر پنجاب یونیورسٹی لاہور ۲۰۰۱ء

۸۔ نفس المصدر

۹۔ ابن ندیم،ابو الفرج ،محمد بن اسحق ،الفہرست:۵۹،دالمعرفہ بیروت، ۱۳۹۸ ھجری، الدانی،

۱۰۔ ابو عمرو عثمان بن سعید،المتوفی۴۴۴ھ،المحکم فی نقط المصاحف:۴،۳،دار الفکو المعاصر ،بیروت،لبنان، ۱۹۹۷ء،۱۴۱۸ھ

۱۱۔أبي الفرج الأصفهاني ،الأغاني ۱۲/۳۴۷، دار الفكر ، بيروت، الطبعة الثانية،بتحقيق سمير جابر،س ن،

۱۲۔الذهبي ،شمس الدين ،محمد بن أحمد بن عثمان ، تاريخ الإسلام ووفيات المشاهير والأعلام:۵/۲۷۹، دار الكتاب العربي، لبنان/ بيروت ،۱۴۰۷هـ - ۱۹۸۷م، الطبعة: الأولى بتحقيق د. عمر عبد السلام تدمري ،الطبعة الثانية،بتحقيق سمير جابر

۱۳۔ القلقشندي، أحمد بن علي، صبح الأعشى في صناعة الإنشا :۳/۱۴۹، دار الفكر دمشق،۱۹۸۷، رسم المصحف دراسۃ لغویۃ تاریخیۃ:۴۹۱

۱۴۔ تاريخ القرآن: ۸۸،

۱۵۔ رسم المصحف دراسۃ لغویۃ تاریخیۃ:۴۹۱ ۱۶۔الحجر:۰۹

۱۷۔ المحکم فی نقط المصاحف:۴،۳ ۱۸۔حوالہ سابقہ:۷،۶

۱۹۔ السیرافی ،ابو سعید الحسن بن عبد اللہ،متوفیٰ ۳۶۸ھ،اخبار النحویین البصریین:۳۵،دار الاعتصام، مصر ،۱۹۸۵ء،۱۴۰۵ھ

۲۰۔ ابو طیب اللغوی :عبد الواحد بن علی الحلبی متوفی ۳۵۱ھ،مراتب النحویین:۱۱،۱۰،مکتبۃ نہضۃ مصر۔القاھرہ ۱۹۵۵،بتحقیق محمد ابو الفضل ابراھیم

۲۱۔ قرآن وسنت چند مباحث: ۱۱۰،ابو عبد اللہ الزنجانی،لجنۃ التألیف والترجمہ والنشر،القاہرہ، ۱۹۳۵،تاریخ القرآن للزنجانی :۶۲،حفنی ناصف ،حیاۃ اللغۃ العربیہ :۵۸،مطبعہ الجریدہ،بسرای البارودی بغیط العدہ ،۱۹۱۰

۲۲۔ قرآن وسنت چند مباحث: ۱۱۰

۲۳۔ علی نجدی ناصف،ابو الاسود الدؤلی :۱۶۹،المجلس الاعلی للشؤون الاسلامیہ،دمشق،۱۹۶۸

۲۴۔ رسم المصحف دراسۃ لغویۃ تاریخیۃ:۵۰۹،علامہ غانم قدوری نے صفحہ: ۵۰۹تا۵۱۶ اس پر تفصیلی اور دلچسپ بحث کی ہے

۲۵۔ حیاۃ اللغۃ العربیہ ۸۷،تاریخ القرآن للزنجانی:۶۸

۲۶۔ تاریخ الخط العربی وآدابہ : ۸۷، اصل الخط العربی وتطورہ حتی نہایۃ العصر الاموی :۱۵۳

۲۷۔ دراسات فی تاریخ الخط العربی منذ بدایۃ الی نہایۃ العصر الاموی :۱۲۷

۲۸۔ المحکم:۸ ۲۹۔ المحکم:۱۹،دراسات فی تاریخ الخط العربی:۱۲۷

۳۰۔ المحکم:۲۰ ۳۱۔ حیاۃ اللغۃ العربیہ:۸۵ ۳۲۔ المحکم :۸۷

۳۳۔ مخطوط نمبر H.S194، طوپ کاپی میوزیم استنبول بحوالہ دراسات فی تاریخ الخط العربی منذ بدایۃ الی نہایۃ العصر الاموی:۵۸

۳۴۔ دراسات فی تاریخ الخط العربی منذ بدایۃ الی نہایۃ العصر الاموی:۶۰

۳۵. Yasin Hamid Safdi,Islamic Calligraphy,P:13,London,1978

۳۶۔ نصر بن عاصم اللیثیؒ جنہیں الدؤلی،البصری اور النحوی بھی کہا جاتا ہے،تابعی تھے۔انہوں نے ابوالاسودؒ کو قرآن سنایا،امام نسائیؒ کے رواۃ میں سے ہیں،آپ نے ۹۰ھ میں وفات پائی۔ ابن جزری متوفیٰ۸۳۳ھ،الطبقات القراء۲/۳۳۶،مکتبہ الخانجی،مصر ۱۹۳۲ء

۳۷۔ ابو سلیمان یحیٰ بن یعمر البصری جلیل القدر تابعی تھے،انہوں نے عبداللہ بن عمرؓ،عبداللہ بن عباسؓ اور ابوالاسودؒ کو قرآن کریم سنایا۔آپ کی وفات ۹۰ھ سے قبل ہوئی۔ الطبقات القراء:۲/۳۸۱

۳۸۔ الدکتور شعبان محمد اسماعیل،استاذ فی جامعہ الازھر وام القریٰ ،رسم المصحف وضبطہ بین التوقیف والاصطلاحات الجدیدہ :۹۰،دار اسلام للطباعۃ واتوضیع والنشر واترجمۃ۲۰۰۱ء

۳۹۔ الدکتور عبد الحئی فرماوی،رسم المصحف ونقطہ :۳۰۱، دار نور امکتبات، جدہ ۱۴۲۵ھ، ۲۰۰۴ء

۴۰۔ نفس المصدر:۳۰۱ ۴۱۔ نفس المصدر:۳۰۱

۴۲۔ تقی عثمانی، مفتی، علوم القرآن:۱۸۹

۴۳۔ ابراہیم جمعہ :قصۃ الکتابۃ العربیہ : ۵۲،دار المعارف القاہرہ ،۱۹۴۷ء ، تاریخ القرآن :۹۰

۴۴۔ الزرقانی،عبد العظیم،الشیخ،مناہل العرفان فی علوم القرآن: ۱/۳۳۲،دار الکتاب العربی،بیروت،طبعہ اول، ۱۴۱۵ھ،۱۹۹۵ء

۴۵۔قرآن وسنت چند مباحث: ۱۱۲ ۴۶۔ رسم المصحف دراسۃ لغویۃ تاریخیۃ: ۵۴۲

۴۷۔ المحکم :۳۶،قرآن وسنت چند مباحث: ۱۱۳

۴۸۔ رسم المصحف دراسۃ لغویۃ تاریخیۃ:4 ۵۶۱-۶۲

۴۹۔ المحکم:۳۹،۵۰، اصل الخط العربی وتطورہ حتی نہایۃ العصر الاموی : ۱۵۳، تاریخ القرآن للزنجانی :۸۸، تاریخ الخط العربی وآدابہ :۸۶-۸۷،الطراز فی ضبط الخراز:۲۸،

Abbott Nabbia:The rise of the North Arabic Script and its Development With a Quranic Development with a full Discription of the Quran Manuscripts in the Oriental Institute.40,The University Of Chicago Press,1939.

۵۰۔ رسم المصحف دراسۃ لغویۃ تاریخیۃ : ۵۶۱-۶۲،۵۰۶، تاریخ الخط العربی وآدابہ:۹۳

۵۱۔تفصیل کے لیے دیکھئے: المحکم ۳۵-۳۶اور رسم المصحف دراسۃ لغویۃ تاریخیۃ ۵۵۵ وما بعد

۵۲۔الطراز:۵۲

۵۳ ۔ قصۃ الکتابۃ العربیہ : ۵۳، رسم المصحف دراسۃ لغویۃ تاریخیۃ:۵۸۹،۵۰۸،المحکم:۶

۵۴۔ قصۃ الکتابۃ العربیہ :۵۳،رسم المصحف دراسۃ لغویۃ تاریخیۃ:۵۸۹ومابعد

۵۵۔قرآن وسنت چند مباحث: ۱۱۸ ۵۶۔ المحکم:۴۳

۵۷۔ نفس المصدر:۲۲ ۵۸۔قرآن وسنت چند مباحث: ۱۱۸

۵۹۔المحکم:۱۱۸ ۶۰۔قرآن وسنت چند مباحث: ۱۱۹

۶۱۔ متواتر قراءات میں سے یہی زیادہ مشہور اور رائج ہیں ،اس وقت حفص کی روایت تمام ایشیائی ممالک اور مصر میں، قالون کی روایت لیبیا اور تیونس میں، ورش کی روایت مراکش، نائیجیریا اور غانا میں اور الدوری کی روایت یمن اور سوڈان میں رائج ہے اور ان روایات وقراءات کے مطابق مصاحف مطبوعہ دستیاب ہیں

۶۲۔ المحکم:۶۸ ومابعد

۶۳۔ التنسی ،ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ ،الامام،المتوفی ۸۹۹ھ، الطراز فی ضبط الخراز 51,52,:مجمع المیک فهدلطباعۃ المصحف الشریف،المملکۃالعربیہ السعودیہ، ۲۰۰۰ء، ۱۴۲۰ھ ,المحکم :۷۲،المحکم میں اسے النقط علی الطول' اور 'نقط علی العرض' کہا گیا ہے۔

۶۴۔ المحکم فی نقط المصاحف:۷۵-۷۶اور الطراز فی ضبط الخراز:۵۵